کسی کے لیے کفر پر مرنے کی بد دعا کرنا کیسا؟

دار الافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: Faj-8271 تاریخ: 13-07-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی مسلمان کے دوسرے مسلمان کو ایذا پہنچانے کے سبب اس کے لئے یوں بد دعا کرنا "یا اللہ اس کا خاتمہ کفر پر ہو" کیسا ہے؟

سائل: محمد ساجد (کورنگی سو کواٹر، کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

کسی بھی مسلمان کے لئے کفر پر خاتمے کی بد دعا کرنا، جائز نہیں کہ ایسا کرنا مسلمان کے ساتھ بدترین بدخواہی ہے اور مسلمان کا برا چاہنا حرام ہے۔ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو بلاوجہِ شرعی اذیت دیتا ہے تو ایسا شخص گناہ گار اور عذابِ نار کا حقدار ہے، اس کے لئے دعائے ہدایت کرنی چاہیے۔

مسلمان کی ایذا رسانی سے تنگ آکر اس طرح دعا کرنا "یا اللہ اس کا خاتمہ کفر پر ہو" اگر اس سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے ظلم کی سزا دے تو ایسی دعا کفر تو نہیں، مگر سخت حرام ہے کہ مسلمان کی بدترین بدخواہی ہے اور اگر معاذ اللہ عزوجل کفر کو اچھا یا اسلام کو برا جان کر ہو تو کفر ہے، البتہ بعض فقہاء کے نزدیک ایسا کرنا مطلقاً کفر ہے، لہٰذا اس اختلافی کفر کی بنا پر ایسے بد دعا کرنے والے کو تجدیدِ ایمان کرنا بھی ضروری ہے۔

فتاوی بزازیہ میں کسی دوسرے مسلمان کے کفر پر مرنے کی بدعا کرنے کے متعلق ہے: "

اختلفوا قال الفضلي لايكون كافرا وقيل يكفر۔و فی السير مسألة تدل علي أن الرضا بكفر غيره

ليس بكفر وهي ما اذا أخذ المسلمون أسيرا و خافوا أن يسلم فكمعوا، أي سدوا فمه، حتى لا ياتى بكلمة الاسلام فقد أساؤوا فيه ولم يقل كفروا، دل ان الرضا بكفر غيره ليس بكفر۔ قال السرخسي: ولا دلالة فيه علي ما قالوا الأنهم انما فعلوا ذلك لعلمهم أنه يظهر الاسلام ولا يسلم حقيقة فلا يكون هذا رضا بكفر الغير أجيب عنه بأنا مكلفون باتباع الظاهر۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ (النساء:94) وقال عليه السلام لمن أنكر كونه آتيا بكلمة الخلاص بقلبه: هلا شققت عن قلبه؟ فالكعم ظاهر في منع الايمان الظاهري وأنه هو ايمان معتبر في الشرع فيكون الرضا بترك الايمان متحققا و مع ذلك لم نجعله كفرا وقد قال الله تعالي حاكيا عن كليمه عليه السلام: ﴿وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ﴾ (يونس: الآية 88) و معلوم أن الايمان بعد معاينة العذاب لا يقبل، **وقد قصه الله تعالي علينا من غير انكار فهل هذا الا دعاء بالكفر الي الموت والانسان انما يدعو بما يحب ويطلب و يرضي بوقوعه دل أن الرضا بكفر غيره اذا كان مستقبحا الكفر لا يكون كفرا وطلب الموت الظالم علي الكفر من قبيل استقباح الكفر۔ وقد نص بكر رحمه الله أنه اذا دعا علي ظالم وقال: أماتك الله علي الكفر، لا يكفر لأنه يطلب سلب الايمان منه حتي ينتقم الله منه علي ظلمه وايذاءه الخلق ۔وأما الرضا بكفر نفسه أو الرضا بكفر غيره مستجيزا أو مستحسنا للكفر كفر ويجوز أن يكون كلام المشائخ الرضا بالكفر محمولا علي هذا**" ترجمہ: علماء کا اس میں اختلاف ہے، علامہ فضلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: کافر نہیں ہو گا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کافر ہو جائے گا۔ سیر میں ایک مسئلہ ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ غیر کے کفر پر راضی ہونا کفر نہیں اور وہ مسئلہ یہ ہے: مسلمانوں نے ایک کافر کو قیدی بنایا، انہیں خوف ہوا کہ کہیں یہ اسلام نہ لے آئے تو انہوں نے اس کا منہ بند کر دیا تاکہ کلمہ نہ پڑھ سکے، تو انہوں نے برا کیا۔ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ نہیں فرمایا کہ انہوں نے کفر کیا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ غیر کے کفر پر راضی ہونا کفر نہیں۔ علامہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اس مسئلے میں ان علماء کے لئے (جو دوسرے کے کفر پر راضی ہونے کو کفر قرار نہیں دیتے) کوئی دلیل نہیں، کیونکہ مسلمانوں نے اس کا منہ اس لئے باندھا تھا کیونکہ انہیں علم تھا کہ اسلام ظاہر کرے گا اور حقیقت میں مسلمان نہیں ہو گا تو یہ دوسرے

کے کفر پر راضی ہونا نہیں ہوا۔ تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ مسلمانوں کو ظاہر کی اتباع کا حکم ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ (النساء:94)(ترجمہ کنز الایمان: اور جو تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں)، اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے جنہوں نے کلمہ پڑھنے والے کے اخلاص سے پڑھنے کا انکار کیا، فرمایا: کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا؟ تو منہ باندھنا ظاہری طور پر ایمان لانے سے روکنا ہے، اور شریعت میں ظاہری ایمان معتبر ہے تو ایمان نہ لانے پر راضی ہونا ثابت ہو جائے گا، اس کے باوجود ہم نے اسے کفر قرار نہیں دیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے کلیم علیہ السلام کے قول کو حکایت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ﴾ (یونس:الآیۃ88)(ترجمہ کنز الایمان: اور ان کے دل سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔) اور یہ بات واضح ہے کہ عذاب دیکھنے کے بعد کا ایمان معتبر نہیں، اور اللہ تعالیٰ نے مذکورہ واقعہ کو ہمارے لئے بغیر انکار کے بیان فرمایا، اور یہ کفر پر مرنے کی دعا ہی ہے، اور انسان اسی چیز کی دعا کرتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے، طلب کرتا ہے اور جس کے وقوع سے راضی ہوتا ہے، یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دوسرے کے کفر پر راضی ہونا اگر کفر کو برا جان کر ہو تو کفر نہیں اور ظالم کی کفر پر موت مانگنا کفر کو برا جاننے کے قبیل سے ہے، اور علامہ بکر علیہ الرحمۃ نے بیان کیا، اگر کسی نے ظالم پر بد دعا کی اور کہا: اللہ تعالیٰ تجھے کفر پر موت دے تو کافر نہیں، کیونکہ وہ اس کے ایمان چھن جانے کو اس لئے چاہتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس ظالم سے اس کے ظلم اور لوگوں کو ستانے کا انتقام لے، البتہ اپنے یا دوسرے کے کفر پر راضی ہو کر اس کو جائز یا اچھا سمجھتے ہوئے کہا ہو، تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ یہ ممکن ہے کہ مشائخ کرام کا رضا بالکفر والا کلام اسی معنی پر محمول ہو۔

(فتاوی بزازیہ، جلد2، صفحہ449، مطبوعہ کراچی)

الطریقۃ المحمدیۃ و السیرۃ الاحمدیۃ اور اس کی شرح الحدیقۃ الندیۃ میں ہے:

"(الدعاء بالموت على الكفر) في حق أحد من الناس (فأنه كفر عند بعض الناس) من العلماء

(مطلقا) ان استحسن الكفر أو لم يستحسنه لأنه رضي بالكفر لغيره، والرضا بالكفر كفر و (عند) بعض (آخرين) من العلماء (وان كان) الدعاء بالموت علي الكفر (لا ستحسان الكفر) أي رويته حسنا فهو كفر وان كان يري قبيحا وما دعا به علي غيره الا لقبيحه فليس ذلك كفر۔ وفی الشرح الجامع الصغير للمناوي قال الماتريدي: انما يكون الرضاء بالكفر كفرا اذا رضي بكفر نفسه لا بكفر غيره "ترجمہ: انسانوں میں سے کسی کے کفر پر مرنے کی بد دعا کرنا بعض علماء کے نزدیک مطلقا کفر ہے، کفر کو اچھا سمجھتے ہوئے ہو یا اچھا نہ سمجھتے ہوئے ہو کیونکہ یہ شخص غیر کے کفر پر راضی ہوا، اور کفر پر راضی ہونا کفر ہے۔ جبکہ دوسرے بعض علماء کے نزدیک دوسرے کے کفر پر مرنے کی بد دعا کرنا کفر کو اچھا جان کر ہو تو کفر ہے اور اگر کفر کو برا سمجھ کر ہو اور دوسرے کے لئے بد دعا کفر کو برا سمجھ کر کی ہو تو یہ کفر نہیں۔ **علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرحِ جامع صغیر میں ہے: امام ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کفر پر راضی ہونا کفر اس وقت ہے جب اپنے کفر سے راضی ہو، دوسرے کے کفر پر راضی ہونا کفر نہیں۔**

(الحديقة الندية مع الطريقة المحمدية والسيرة الاحمدية، جلد4، صفحہ 227، مبطوعہ بیروت)

رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں: "کسی مسلمان کو یہ بد دعا نہ کرے کہ تو کافر ہو جائے، کہ بعض علماء کے نزدیک کفر ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر کفر کو اچھا یا اسلام کو بُرا جان کر کہے، بِلاریب (یعنی بلا شک وشبہ) کفر ہے ورنہ بڑا گناہ ہے کہ مسلمان کی بد خواہی (مسلمان کا بُرا چاہنا) حرام ہے، خصوصاً یہ بد خواہی کہ سب بد خواہیوں سے بد تر ہے۔"

(فضائلِ دعا، صفحہ 188، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

مسلمان ظلم کرے تب بھی اس کے لئے ہدایت کی دعا کرنی چاہئے کہ ظلم چھوڑ دے، سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فتاوی رضویہ شریف میں فرماتے ہیں: "سنی مسلمان اگر کسی پر ظالم نہیں تو اس کے لئے بد دعا نہ چاہئے بلکہ دعائے ہدایت کی جائے کہ جو گناہ کرتا ہے چھوڑ دے، اور اگر ظالم ہے اور مسلمانوں کو اس سے ایذا ہے تو اس پر بد دعا میں حرج نہیں۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 23، صفحہ 182، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اختلافی کفر میں فقہائے کرام تجدید ایمان کا حکم دیتے ہیں، فتاوی امجدیہ میں ہے: ”اگر قسم کھائی کہ فلاں کام کرے گا تو کافر ہو گا پھر اس نے وہ کام کیا اس کے کفر میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک کافر ہو گا اور بعض کے نزدیک نہیں اور بعض فرماتے ہیں اگر وہ جانتا ہے کہ اس فعل کے کرنے سے کافر ہو جائے گا تو ہو جائے گا ورنہ نہیں۔۔۔ بالجملہ اس کا کفر اختلافی ہے اگرچہ کفر کا حکم نہ دیں گے کہ یہی احتیاط ہے پھر بھی تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم ہو گا کہ کفر اختلافی میں یہ ضرور ہے۔“ (فتاوی امجدیہ جلد4، صفحہ418، 419، مکتبہ رضویہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد طارق عطاری مدنی

06محرم الحرام1446ھ/13جولائی2024ء

الجواب صحیح

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.fatwaqa.com کے ذریعے کی جاسکتی ہے